بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

بِسْمِ اللهِ ، وَ اَلْحَمْدُ لله ، وَالصَّلاَةُ وَالسّلاَمُ عَلَي رَسُوْلِ الله صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَعَلي اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَّالاَه أَمَّا بَعْدُ:

# 63:رات کی تاریکیوں کو روشن کرنے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾(الذاریات:17-18)

اور نبی رحمت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ ساری رات قیام کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک سوج جاتے ہیں اور آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا" (کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں)۔

آج کے خطبے کا موضوع ہے: رات کی تاریکیوں کو روشن کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے دن کو پیدا کیا اور رات کو بھی پیدا کیا، دن کو پیدا کیا معاش کے لیے اور رات کو پیدا کیا آرام کے لیے۔ دن کی روشنی دن میں ضروری ہے اس روشنی کے بغیر معاش کا طلب کرنا مشکل ہے اور رات کو پیدا کیا آرام کے لیے اور رات کے لیے تاریکی کا ہونا ضروری ہے ورنہ پھر آرام مشکل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾(النبا:10-11)۔ رات کی تاریکی ایسے ہے جیسے کہ کوئی شخص چادر اوڑھ کر سو جاتا ہے رات کی تاریکی زمین کے لیے ایسے ہی ہوتی ہے۔ زمین کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق آرام کرتی ہے۔ رات میں آرام کرنا یا بیزار ہونا یا آرام کے لیے بیزار ہونا یا ساری رات جاگتے رہنا، کسی عمل میں اپنے آپ کو مصروف رکھنا اس اعتبار سے لوگوں کی بہت ساری قسمیں ہیں۔

1۔ بعض لوگ راتوں کو روشن کر دیتے ہیں ان بتیوں سے اور ان لائٹوں سے اور ساری رات جاگتے رہتے ہیں، ہر وہ عمل کرتے ہیں جو انہیں پسند ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس وقت رات کو کہیں ہم اپنے ربّ کو ناراض تو نہیں کر رہے، وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے یہ اعمال ان کے لیے جہنم کا راستہ تو نہیں بن رہے۔ ایسے لوگ رات کی تاریکیوں کو روشن تو کر دیتے ہیں لیکن یہ وہ روشنی ہے جو ان کے لیے وبال جان بن جاتی ہے، دنیا اور آخرت کی ناکامی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ساری رات جاگنا نائٹ کلبز میں یا سینما ہال میں یا جوا کھیلتے ہوئے یا تاش کھیلتے ہوئے یا ایسی مجلس میں بیٹھنا جس میں غیبت اور نمیمت ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو یا ایسی مجلس

میں بیٹھنا جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر تو ہو لیکن بدعت کے طریقے سے ہو۔ یہ محفلیں جو ہوتی ہیں رات کو روشن تو کر دیتی ہیں لیکن یہ وہ روشنی ہے جو قیامت کے دن ان کے لیے اندھیرے اور تاریکیاں بن جائیں گی۔

2۔ دوسری قسم کے لوگ رات کی تاریکیوں کو روشن وہ بھی کرتے ہیں، رات کو وہ بھی جاگتے ہیں بیزار ہوتے ہیں لیکن ان کی روشنی کا کچھ اور انداز ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرنے کے لیے، اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے دونوں پاؤں جوڑ کر دونوں ہاتھ باندھ کر اپنا سر جھکا کر اپنے ربّ کے سامنے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدة:16)(ان کے بستروں سے ان کے جسم الگ ہو چکے ہیں)

ان کے جسم پسند نہیں کرتے کہ وہ بستر پر لیٹیں۔ آخر کس لیے؟ وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، وہ چاہتے ہیں کہ ان کا ربّ ان پر راضی ہو جائے۔ دن کی روشنی میں انہوں نے جو اعمال کیے ہیں یا تو اچھے ہیں یا تو بُرے ہیں اگر بُرے ہیں تو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ میرے اس حال کو دیکھ کر مجھے معاف کر دے۔ اور اگر اچھے ہیں تو اس کی گارنٹی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں؟ تو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ میرے اس حال کو دیکھ کر میرے نیک، اچھے اور صالح اعمال قبول فرمالے۔

رات کو یہ لوگ بھی جاگتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں اور ان کی آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کے آخری پہر میں استغفار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں ان کے اعمال جو ان سے سارے دن میں اور رات میں سرزرد ہوتے ہیں ان میں انہوں نے جو غلطیاں کی ہیں ان کی معافی طلب کرتے ہیں اپنے ربّ سے ﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾۔ سحر رات کے آخری حصے کا وقت ہوتا ہے فجر سے پہلے، استغفار کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں استغفار ہوتا کیا ہے؟ "أَسْتَغْفِرُ اللہ" کہنا۔ دو لفظ ہیں أَسْتَغْفِرُ اور اللہ، بہت خفیف اور آسان دو لفظ ہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دو لفظوں کی کیا قدر و قیمت ہے؟ اور سحر کے وقت میں ان دونوں لفظوں کا ورد کرنا اس کی کیا قیمت ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں؟

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

(اللہ تعالیٰ رات کے آخری تہائی حصے میں دنیا کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے **کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالیٰ** اس طریقے سے نہیں جیسا کہ مخلوق نازل ہوتی ہے **نعوذ باللہ** ایسے نہیں) اللہ تعالیٰ نازل ہوتے ہیں رات کے آخری تہائی حصے میں اور اعلان کرتے ہیں کوئی حاجت مند ہے میں اس کی حاجت پوری کروں، کوئی مغفرت طلب کرنے والا

ہے میں اس کی بخشش کر دوں، کوئی مشکل میں ہے میں اس کی مشکل آسان کر دوں، اور یہ اعلان ہوتا رہتا ہے ہوتا رہتا ہے جب تک کہ فجر کی آذان نہیں ہوتی)۔

اکثر لوگ اس وقت کیا کرتے ہیں؟ سو رہے ہوتے ہیں، صرف سو نہیں رہے ہوتے بلکہ یہ نیند کا سب سے اچھا حصہ ہوتا ہے ان کے لیے نیند کا مزہ ہی اس وقت آتا ہے۔ سارا دن روتے رہتے ہیں کہ میں مشکل میں ہوں، میں مشکل میں ہوں، ہر دروازے کو جا کر دستک دیتے ہیں ان کے منہ پر ہر دروازہ بند ہوتا ہے اور ان کی مشکل آسان نہیں ہوتی اور جس وقت ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ مشکل کشا اور حاجت روا جل شانہ خود اعلان کرتے ہیں کہ کوئی مشکل میں ہے، کسی کی کوئی حاجت ہے مجھ سے طلب کرے میں اس کی مشکل آسان کر دوں گا، میں اس کی حاجات کی قضاء کر دوں گا۔ گناہ گار گناہ کرتے رہتے ہیں اور توبہ کی تڑپ دل میں بعض اوقات جاگ جاتی ہے اور وہ توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ توبہ انسان کسی وقت میں بھی کر سکتا ہے دن ہو یا رات ہو، کوئی خاص متعین وقت نہیں ہے لیکن رات کے آخری تہائی حصے میں جو استغفار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں دونوں پاؤں جوڑ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر، اپنے سینے پر دونوں ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر نماز پڑھتے ہیں اور سجدے میں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت طلب کرتے ہیں "**اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وأَتُوبُ إِلَيْكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وأَتُوبُ إِلَيْكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وأَتُوبُ إِلَيْكَ ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ**"۔

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مشکل آسان نہیں کرے گا؟ ان کی حاجتوں کو پورا نہیں کرے گا؟ ان کے ان عظیم اعمال کو ضائع کر دے گا؟ ہر گز نہیں، یہ تو دنیا کا ظالم انسان بھی نہیں کرتا تو ارحم الراحمین کیسے کر سکتا ہے؟! کسی بھی ظالم انسان کی طرف جاؤ اور اس سے جا کر معافی مانگو، آنسو بہاتے ہوئے سر جھکا کر معافی مانگو اس سے کیا نہیں معاف کرے گا؟ ارحم الراحمین کیسے تمہیں معاف نہیں کرے گا!! تمہاری حاجتیں کیسے پوری نہیں کرے گا!! تمہاری مشکل کیسے آسان نہیں کرے گا!!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ نوح میں:

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾(نوح:10-12)

اس مسکین انسان کو کیا چاہیے؟ اس کی حاجتیں کیا ہیں؟ آپ ذرا غور کریں کہ ہر انسان کی حاجت اور ضرورت کیا ہے؟ رزق، اچھی نوکری، شادی، بیوی بچے، اچھا گھر، اچھی سواری، معاشرے میں اس کا کوئی نام ہو، اس کا کوئی وجود ہو، اس کی عزت کی جائے، اس کا احترام کیا جائے۔ یہی بنیادی چیزیں ہیں کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو عطا فرمائے گا۔ لیکن کب؟ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال توحید کی دعوت دینے کے بعد﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ﴾۔ مخاطب کون ہے ؟اس زمین کے بدترین لوگ ہیں مشرکین ہیں کافر ہیں بدکار لوگ ہیں۔اپنے ربّ سے مغفرت طلب کر لو﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ﴾۔ تمہارا ہی ربّ ہے اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہی تمہارا مالک ہے، وہی تمہارا رازق ہے، وہی تمہارا مشکل کشا حاجت روا ہے، وہی تمہاری تدبیر کرتا ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔ تمہارا ہی ربّ ہے اور استغفار اسی ربّ سے کرو۔ کیوں؟ سوال کرتے ہیں ناں ارے کیوں استغفار کریں؟ جواب کیا ہے ؟﴿إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا﴾(تمہارا ربّ بے شک غفار ہے)۔**الغفور** کیوں نہیں ہے ؟**الغفور** ہے کہ نہیں ؟**الغفور** بھی ہے اور یہاں پر **غفار** کیوں فرمایا ہے ؟ **غفار**،فعال صیغہ المبالغہ ہے عربی زبان میں یعنی تم بار بار نافرمانی کرتے جاؤ اور مغفرت طلب کرتے جاؤ تمہارا ربّ تمہیں معاف کرتا جائے گا،**غفار** ہے۔ کیوں کہ ذہن میں آتا ہے ناں اگر ہم ابھی توبہ کر لیں مغفرت طلب کر لیں پھر گناہ ہو جائے تو کیا کریں گے ہم ؟ پھر تو ہمارے اعمال ضائع ہو گئے ناں۔ نہیں تمہارے ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہیے وہ **غفار** ہے بار بار مغفرت کرنے والا ہے۔ ہزار بار غلطی کرو ہزار بار مغفرت طلب کرو اللہ تعالیٰ پھر بھی معاف کر دے گا﴿إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا﴾۔

ارے یہ تو مغفرت ہو گئی اس کا تو اجر ہمیں مرنے کے بعد ملے گا دنیا میں کیا ملے گا ہمیں ؟!﴿يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا﴾ (آسمان کے دروازے کھل جائیں گے اور رحمت کی بارشیں برسیں گی)۔ آپ جانتے ہیں کہ سب سے بڑا رزق یہ بارش ہے، سب سے عظیم نعمت بارش ہے، اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے۔ اسی پانی سے ہی ہم زندہ ہیں، یہ درند و پرند بھی زندہ ہیں، یہ کیڑے مکوڑے بھی زندہ ہیں﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾(الانبیاء:30)(ہر زندہ چیز کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے پیدا کیا)۔ پانی کی محتاج ہے اگر پانی نہیں تو کوئی رزق بھی نہیں، اگر پانی نہیں تو دنیا کی ساری فیکٹریاں بند ہو جائیں، سارا کاروبار درہم برہم ہو جائے کچھ بھی نہ رہے اس زمین کے اوپر اور یہ انسان ایک قدم بھی نہ چل سکے۔ تو رزق کی بنیاد اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا﴿يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا﴾ رحمت کی بارشیں بار بار برسائے گا۔

بس، رزق تو مل گیا﴿وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ﴾(اور تمہیں مال بھی عطا فرمائے گا)۔ کوئی بھی مال ؟ حلال مال، تمہیں توفیق ملے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ جو لقمہ تمہارے منہ کے اندر جائے گا تمہارے بچوں کے منہ کے اندر جائے گا وہ حلال کا ہو گا۔

آپ یہ نہ سمجھیں کہ اگر میں حلال کما رہا ہوں یا آپ حلال کما رہے ہیں میرا اور آپ کا اس میں کوئی بڑا کمال ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ حرام کھانے والے محروم ہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے محروم ہیں

کیوں کہ وہ خود نہیں چاہتے کہ وہ حلال کھائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے حوالے کر دیا ہے کہ جاؤ اپنی مرضی کرو لیکن یاد رکھیں راستے دو ہیں ﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾ (البلد:10) ۔ جنت میں جانا ہے یا دوزخ میں جانا ہے۔

اچھا مال بھی مل گیا پھر بیوی اور بچے؟ ﴿ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴾ (اور نرینہ اولاد عطا فرمائے گا، بیٹے عطا فرمائے گا)۔ ہر انسان کی خواہش کیا ہے؟ اولاد میں سے محبوب کیا ہے انسان کو؟ کہ بیٹا ہو جو اس کا سہارا بنے اس کی ریڑھ کی ہڈی بنے بڑھاپے میں ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، رزق بھی ملا، مال بھی ملا، نرینہ اولاد بھی ملی یعنی شادی ہو گی اور اس شادی میں سے نرینہ اولاد بھی ملے گی، بیٹے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

بس! نہیں اور بھی ہے۔ اور کیا ہے؟ ﴿وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ﴾ (تمہارے لیے طرح طرح کے باغات اس زمین کے اوپر اللہ تعالیٰ بنائے گا)۔ اولاد بھی آنکھوں کی ٹھنڈک اور نظارے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک، ہر جگہ پر ہریالی خوبصورتی۔ عام سڑکوں پر نہیں بلکہ تمہارے لیے ہے ﴿وَيَجْعَلْ لَّكُمْ﴾ یہ تو آپ کے لیے ہے، آپ کے لیے ہے، آپ کے لیے ہے۔ آج کل باغات کس کے گھر میں ہیں؟ مخصوص لوگوں کے گھر میں ہیں جو امیر طبقہ ہے، صرف امیر نہیں بلکہ جو بہت زیادہ امیر طبقہ ہے ورنہ عام لوگ یا چھوٹے جو امیر ہوتے ہیں ان کے گھر میں باغات نہیں ہوتے۔

آپ باغات جانتے ہیں؟ صرف دو چار پودے نہیں یا دیوار کے ساتھ لگے ہوئے آٹھ دس درخت نہیں بلکہ باغات کا مطلب باغات ہی ہوتا ہے جس میں پھل دار درخت ہوں، طرح طرح کے پھل ہوں، جو چاہے جب چاہے ان پھلوں میں سے کھائے جو اس کے اپنے گھر میں ہے۔ جہاں پر باغات ہوں پانی کی پہلے سے قلت ہے تو پانی کہاں سے آئے گا؟ ﴿وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ پانی کی پریشانی نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ خود اس کا راستہ بنائے گا۔

اتنی عظیم نعمتیں!! ایسا شخص (آپ تصور کریں) جس شخص کے گھر میں باغات ہوں گے اور نہریں چلتی ہوں گی اس شخص کا گھر کیسا ہو گا؟ عام گھر ہو گا دو چار کمروں والا؟ بڑا گھر ہو گا محل ہو گا شاید۔ نرینہ اولاد، مال، رحمتیں اللہ تعالیٰ کی۔ آج کل کے دور میں اسے ہم کیا کہتے ہیں؟ ایسے شخص کو کیا کہتے ہیں؟ ایسے شخص کو بادشاہ کہتے ہیں ہم لوگ، بادشاہوں کے محل ہوتے ہیں عام لوگوں کے نہیں ہوتے۔

الغرض، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان بدکار اور کافروں کو کہہ رہے ہیں اور ہر وہ انسان جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے یہ اس کے لیے پیغام ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے۔ تم نے دو لفظ کہنے ہیں یہ سب کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾

۔دو لفظ کون سے ہیں؟ ''اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ ، اَسْتَغْفِرُ اللہ''۔ مشکل ہیں؟ہزار مرتبہ پڑھیں کتنا وقت لگتا ہے؟! نوٹ کریں بیس منٹ لگ سکتے ہیں۔اس سے زیادہ لگ سکتے ہیں؟اور فارغ اوقات میں، گاڑی میں آپ ہوتے ہیں آپ کیا کرتے ہیں؟گانے سنتے ہیں؟گانے نہیں سنتے تو اچھی بات ہے۔خاموش رہتے ہیں؟ شیطانی وسوسے آتے ہیں؟دیکھیں خاموش رہیں گے کچھ نہیں کریں گے تو شیطان کچھ نہ کچھ کروائے گا ضرور۔انسان خاموش نہیں رہ سکتا اس نے کچھ نہ کچھ تو

کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے شیطان بھاگتا ہے تو اس سے نجات حاصل ہو گئی۔ پھر؟''اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ ، اَسْتَغْفِرُ اللہ''پڑھتے رہو ناں۔ڈیوٹی پر تو ویسے ہی جانا ہے جو پندرہ منٹ کا راستہ ہے، آپ کو پتہ ہے کہ آپ سینکڑوں بار استغفار پڑھ سکتے ہیں، واپسی میں بھی سینکروں مرتبہ پڑھ سکتے ہیں۔اور آفس میں جب خالی بیٹھ جاتے ہیں کچھ بھی نہیں ہے، کام کر چکے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ کمپیوٹر کھول کر بیٹھ جاتے ہیں، نیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں۔کیوں وقت ضائع کرتے ہیں؟اچھا رات کی تاریکی میں کیا کرتے ہیں؟ سوتے رہتے ہیں جاگتے رہتے ہیں؟ کیا کرتے رہتے ہیں؟اگر جاگتے رہتے ہیں تو جاگتے ہوئے کیا کرتے رہتے ہیں؟ کبھی استغفار کی لذت محسوس کی ہے رات کی تاریکی میں؟ذرا کر کے دیکھیں آج رات سے کل سے نہیں۔آج رات سے الارم لگائیں۔ یعنی فجر کی آذان ہوتی ہے تقریباً پانچ بجے تو ساڑھے چار کا الارم لگائیں۔ مشکل ہے ساڑھے چار کا الارم؟پونے پانچ کا لگا لیں اور پندرہ منٹ پہلے اٹھیں دو رکعت پڑھیں اس رات کی تاریکی میں۔دو رکعت پڑھنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟دو منٹ، تین منٹ اور باقی جو دس منٹ ہیں استغفار کریں﴿وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾۔آج رات کر کے دیکھیں کل آپ کا دل کرے گا کہ میں آدھا گھنٹہ پہلے اٹھوں اور دو کی جگہ آٹھ رکعت پڑھوں اور سو مرتبہ کی بجائے میں ہزار مرتبہ استغفار کروں۔یہ وہ لذت ہے جس نے حاصل کی ہے اس کے بغیر وہ زندہ نہ رہ سکا اس کی زندگی تنگ ہو گئی۔ہمارے سلف الصالحین رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر کھڑے ہو جاتے، نماز پڑھتے جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو استغفار کرتے اور تب تک کرتے رہتے جب تک فجر کی آذان نہیں ہو جاتی۔

اگر ایک رات سفر کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے وہ قیام نہ کر سکیں اور استغفار نہ کر سکیں ان کا دن روتے ہوئے گزرتا ہے۔کیوں؟اس عظیم خیر سے کیسے محروم ہو گئے! کیا ہو گیا! دل تنگ ہو چکا ہے، دنیا اچھی نہیں لگتی کچھ بھی اچھا نہیں لگتا، بیمار ہو جاتے ہیں صبح کو:

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(الحدید:21)(یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے عطا کرنا چاہے عطا کر دیتا ہے)۔

ہم دعا تو کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بنا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ساری رات ہی نماز پڑھتے رہو اور بیوی بچوں کا حق ادا نہ کرو، کیوں کہ یہ بھی بات میں کروں گا کہ بعض لوگ حد سے گزر جاتے ہیں اور اس عظیم عبادت کو رات کو بہترین طریقے سے روشن کرنے والے لوگ ان روشنیوں کو پھر بدعات اور خرافات کے ظلمات اور اندھیرے بنا دیتے ہیں۔ لیکن اب یہ تو سمجھ لیں کہ رات کی تاریکی کو کیسے روشن کرنا ہے جس سے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ راضی ہو جائے۔ صلوۃ الیل ہے، تہجد کی نماز قیام کی نماز۔ فرق کیا ہے صلوۃ الیل ہے، قیام ہے، تہجد ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ رات کی نماز یعنی عشاء کے بعد رات کی نماز ہی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مغرب کے بعد جو نماز آپ پڑھتے ہیں نفل وہ صلوۃ الیل سمجھی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کے بعد اٹھ کر نماز پڑھے تو اسے کہتے ہیں تہجد اور اگر انسان جاگتا رہے اور رات کو ایک یا دو بجے نفل نماز پڑھے تو اسے کہتے ہیں قیام یا صلوۃ الیل، ایک ہی چیز ہے کوئی دوسری نماز نہیں ہے لیکن صرف لفظوں کا فرق ہے۔ صلوۃ القیام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝٢ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۝٣ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا﴾

(المزمل:1-4)

اللہ اکبر، اس کے ساتھ دوسری سورۃ بھی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۝١ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝٤ وَالرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ﴾ (المدثر:1-5)

المدثر، المزمل، ایک معنی ہے دو لفظ ہیں (اے کپڑا اوڑھ کر سونے والے!) ﴿قُمۡ فَاَنۡذِرۡ﴾ (اُٹھو اب آرام کا وقت ختم ہو گیا ہے)۔ نبی رحمت ﷺ کو جب رسالت ملی تو اسی لفظ سے ملی ﴿قُمۡ فَاَنۡذِرۡ﴾ اٹھو ان لوگوں کو شرک سے آگاہ کرو، شرک سے ڈراؤ، یہ سمجھاؤ توحید کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے عبادت کا ﴿قُمۡ فَاَنۡذِرۡ﴾۔

یہ تو تھا دوسروں کے لیے اپنے لیے کیا ہے؟ ﴿يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا﴾۔ کیوں کہ یہ کافی نہیں ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا رہوں اور اپنے آپ کو بھول جاؤں۔ نہیں، یہ نفس یہ دل جب تک خود پاک نہیں ہوتا دوسروں کو کیا دے گا اس لیے داعی کو چاہیے، نصیحت کرنے والے کو چاہیے وہ کوشش کرے کہ وہ خود اپنے آپ کو درست کرلے، اچھا انسان بنا دے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بنا دے۔ کیسے ہو گا یہ کھیل کود کر ہو گا؟ وقت ضائع کرنے سے ہو گا؟ گانے سننے سے ہو گا؟ فلمیں دیکھنے سے ہو گا؟ جھوٹ بولنے سے ہو گا؟ غیبت اور نمیمت کس چیز سے ہو گا؟ ﴿قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا﴾۔ رات کی تاریکیوں کو روشن کر دو اس نماز سے۔ جب صلوۃ الیل کا پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا تو فرض تھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی فرض تھی، نبی

کریم ﷺ پر فرض تھی لیکن مشکل ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کر دی۔ سوچیں اگر فرض ہوتی تو ہم کیا کرتے ؟ سوچیں ذرا کہ پانچ وقت باجماعت مردوں پر نماز پڑھنا فرض ہے اگر صلوۃ الیل بھی فرض ہوتی تو کتنی مشکل تھی ہمارے لیے۔ ارحم الراحمین کی رحمت کو دیکھیں کہ جو آسان ترین نمازیں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا۔

فجر کی نماز بعض لوگ کہتے ہیں مشکل ہے۔ کہنے والوں کو شرم نہیں آتی، میں صرف یہ کہوں گا معذرت کے ساتھ۔ بچوں کو اسکول پہنچانا ہے اس کے لیے اہتمام ہے، چھ بجے اسے نکلنا ہے ساڑھے پانچ بجے نماز ہوتی ہے وہ آدھا گھنٹہ پہلے نہیں اٹھ سکتا اس کی نیند خراب ہوتی ہے۔ سارا دن اس کو چکر آتے رہیں گے سر میں درد ہو جاتا ہے بے چارے کے، وہ بے چارا کام نہیں کر سکتا اس سے اچھے طریقے سے کام نہیں ہوتا اور کام بھی تو عبادت ہے ناں۔ وہاں پر جا کر سر میں درد ہو گا، سارا دن چائے پیتا رہے گا اور کافی پیتا رہے گا اس کا مزاج خراب ہو جاتا ہے بے چارے کا۔ کیوں؟ کیوں کہ وہ بے چارا آدھا گھنٹہ پہلے نہیں اٹھ سکتا ناں، چھ بجے بچوں نے اسکول جانا ہے تو وہ چھ بجے اٹھے گا یا پونے چھ بجے اٹھے گا۔ یہ دس پندرہ منٹ جو ہیں ناں اگر پہلے اٹھ جاتا ہے تو اس بے چارے کا مزاج خراب ہو جاتا ہے۔

یہی وہ مزاج ہیں جو لوگوں کو جہنم میں دھکیل کر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمیں ایسی بد مزاجی سے نجات عطا فرمائے، آمین۔ جو شخص چھ بجے اٹھ سکتا ہے یا سات بجے اٹھ سکتا ہے وہ ساڑے پانچ یا پانچ بجے کیوں نہیں اٹھ سکتا؟! اٹھ سکتا ہے کہ نہیں؟ آپ سات بجے اٹھتے ہیں اپنی جاب کے لیے اور چھ بجے اٹھتے ہیں بچوں کے اسکول کے لیے، پانچ بجے اللہ تعالیٰ کے لیے کیوں نہیں اٹھ سکتے؟ جس نے تمہیں صلاحیت دی ہے نوکری کرنے کی بھی صلاحیت بھی اسی ربّ نے دی ہے، بچے بھی اسی ربّ نے دیئے ہیں جنہیں تم اسکول لے کر جاتے ہو اگر یہ نوکری نہ ہوتی اور یہ بچے بھی نہ ہوتے کیا کرتے تم؟! گیارہ بجے تک سوتے، بعض ایسے لوگ بھی ہیں بے چارے۔ جانتے ہیں یہ مصیبتیں جو ہیں، اب بے روزگاری ہے مصیبت ہے۔

کل ایک شخص نے سوال کیا کہ بے نمازی کو زکوۃ دینا جائز ہے؟ بے نمازی!! ذرا زکوۃ کو ایک طرف چھوڑتے ہیں ذرا نماز کو دیکھتے ہیں۔ یہ بے نمازی انسان کیسا ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ اس زمین پر چلنے والے یہ بدترین انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا منادی اس پاک گھر میں اعلان کرتا ہے "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"۔ وہ زبان سے تو جرأت نہیں کر سکتا لیکن اپنے حال سے کیا کہتا ہے ؟ میں کامیاب ہو چکا ہوں مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے گھر میں آتا اور نماز پڑھتا باجماعت پانچ وقت، فجر کی نماز بھی۔ بعض لوگوں کے پروگرام میں فجر کی نماز نہیں ہے۔ نمازیں کتنی پڑھتے ہو؟ چار۔ اللہ تعالیٰ نے تو پانچ کا حکم دیا ہے؟ یار وہ بھی پڑھ لیں گے۔ پچھلے دس سال سے کہہ رہے ہیں کہ وہ بھی پڑھ لیں گے، پڑھ لیں گے اور آج تک نہیں پڑھی۔ کب پڑھتے ہیں

جانتے ہیں؟ جب رات کو ایمرجنسی میں ہسپتال جاتے ہیں ناں بچہ بیمار ہوتا ہے یا خود بیمار ہوتے ہیں یا کوئی مصیبت پڑھتی ہے یا انہیں مجبوراً جانا پڑھتا ہے، لوگ پڑھتے ہیں تو وہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اپنے پروگرام میں فجر کی نماز نہیں ہے۔ یاد رکھیں جو پانچ نمازوں میں سے ایک نماز کم کرتے ہیں وہ بھی بے نمازی ہیں اور جو نماز نہیں پڑھتے وہ بھی بے نمازی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ چھوٹی سی سورۃ ہے بچے بھی جانتے ہیں سورۃ الماعون:

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ﴾

(الماعون:1-5)(نمازیوں کے لیے ویل ہے)﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾۔ نمازی تو ہیں لیکن مکمل نمازی نہیں ہیں۔ لفظ کیا استعمال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے؟﴿سَاهُوْنَ﴾ (بھول جاتے ہیں)۔ کیا بھولتے ہیں؟ شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ نمازیں پانچ ہیں پانچ سے کم نہیں ہیں، شاید وہ بھول جاتے ہیں کہ ایک نماز کو چھوڑنے والا بھی بے نمازی ہے اور پانچوں کو چھوڑنے والا بھی بے نمازی ہے، شاید وہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے ربّ کی پکڑ بہت سخت ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ (جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں آجاتا ہے اس کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے (سارا دن))۔ اور جو لوگ فجر کی نماز نہیں پڑھتے باجماعت جان بوجھ کر، عذر شرعی تو الگ بات ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں نہیں آنا چاہتے ہیں خود اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں نہیں آنا چاہتے ان کے ساتھ کیا ہوگا آپ سوچ سکتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ترمذی کی روایت میں آیا ہے، یہ عظیم حدیث ہے اور یہ تھوڑا سا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے۔ حدیث قدسی یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے قرآن مجید کے علاوہ حدیث کے الفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "يَا ابْنَ آدَمَ" (اے آدم کے بیٹے!) "تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي" (میری عبادت کے لیے فارغ ہو جاؤ، وقت نکالو میری عبادت کے لیے)۔ کیا عطا کروں گا؟ "أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ" (تمہارے سینے کو امیری سے بھر دوں گا غنی بنا دوں گا تمہارے سینے کو، تمہارے دل کو امیر اور غنی بنا دوں گا اور تمہاری غربت اور فقر کو مٹا دوں گا) "وَإِلَّا تَفْعَلْ" (اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تمہارے پاس میری عبادت کے لیے وقت نہ ہوگا) "مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا" (تمہارے دونوں ہاتھوں کو کاموں سے بھر دوں گا تمہیں فرصت نہیں ملے گی کسی چیز کی بھی) "وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ" (اور تمہاری غربت کبھی نہیں مٹاؤں گا، تمہارے دل میں ہوس بڑھتی جائے گی کبھی تمہیں سکون نہیں ملے گا، اس دنیا کے پیچھے بھاگتے دوڑتے رہو گے)۔

یہ کون فرمارہے ہیں؟ ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ۔

﴿اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (یس:82)۔ یہ جو دل ہیں ناں اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں جب چاہے پھیر دے۔ کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا اے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو پھیر دے اور تمہارا خاتمہ بُرا ہو، اسلام سے باہر تمہارا خاتمہ ہو۔﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(آل عمران:102)۔ خطبے میں سنتے ہیں کہ نہیں؟ ہر خطبے میں سنتے ہیں خطبے کا آغاز اسی آیت کریمہ سے ہوتا ہے﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (کبھی نہ مرنا سوائے اسلام پر)۔

خطرہ ہے بڑا خطرہ ہے۔ ربّ کے لیے ربّ کی عبادت کے لیے وقت نہیں ہے!! یہ لوگ کیسے زندہ ہیں؟! ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتے کرتے مر گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ نفس تین قسم کی ہے:

1۔"النفس امارة بالسوء" (ہمیشہ بُرائی کی خبر دینے والی، بُرائی پر آمادہ کرنے والی) اور جب کوئی بُرائی ہو جائے:

2۔"النفس اللوامة" (ملامت کرنے والی نفس)۔ تم نے بُرا کیا ہے تم نے اپنے ربّ کے حق میں غلطی کی ہے جلدی سے توبہ کرو۔ کیوں تم نے بُرا کیا ہے، کیوں تم نے بُرا کیا ہے؟ غلط کیا ہے تم نے۔

3۔اور تیسری ہے "النفس المطمئنة"۔

اگر النفس اللوامة کی آپ نے بات سن لی جو آپ کو بار بار ملامت کرتی ہے جسے ہم ضمیر کہتے ہیں دوسری زبان میں تو پھر تو آپ کی النفس المطمئنة بن سکتی ہے اور اگر آپ نے اس کو دبائے رکھا دبائے رکھا دبائے رکھا پھر یہ نفس خبیثہ بن جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں اس نفس کا؟ خبیثہ اور مطمئنہ کا کوئی اثر پڑتا ہے؟ کوئی فرق ہے کہ میری نفس خبیث ہے یا مطمئنہ ہے؟ دیکھیں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ:

﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا﴾ (النازعات:1-2) (قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں، بدکاروں کی روح کو سختی سے نکالتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو مومنوں کی اور اچھے لوگوں کی روح کو آسانی سے نکالتے ہیں)

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں (جب انسان کی موت آتی ہے تو اپنے سامنے فرشتے دیکھتا ہے اگر کافر، بدکار انسان ہے تو وہ کالے سیاہ چہرے دیکھتا ہے ان کے ہاتھوں میں بدبودار کفن ہوتا ہے اور موت کا فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ" (نکلو اے خبیث نفس نکل جاؤ)۔ کہاں جانا ہے؟ "إِلَى رَبٍّ غَضْبَانَ" (اس ربّ کی طرف جو آج ناراض ہے تم پر)۔

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه"۔ کیا حال ہو گا اس وقت؟ اپنے آپ پر رحم نہیں آتا؟

موت کا فرشتہ نفس کو کھینچتے ہوئے کہتا ہے کہ اے خبیث نفس نکلو اس ربّ کی طرف جو آج بہت ناراض ہے۔ غضب نہیں غضبان۔ وہ نفس کیا کرتی ہے؟ نکلنے کے لیے تیار ہوتی ہے؟ زندگی ساری بدکاری کرتی رہی، نافرمانی کرتی رہی۔ وہ جسم کے اندر گھس جاتی ہے فرشتہ اسے سختی سے نکالتا ہے، اس کے جسم کے ایک ایک حصے سے اس روح کو کھینچ کر نکالتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رات کی تاریکیوں میں اضافہ تو کیا اپنے بداعمالوں سے لیکن وہ راتیں، زندگی میں جو راتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں ان راتوں کو روشن نہیں کیا، دن میں بھی نافرمانی رات میں بھی نافرمانی۔

اور دوسری طرف، مرنے والا دیکھتا ہے کہ اس کے سامنے چمکتے ہوئے سفید چہرے آئے ہیں ان کے ہاتھوں میں خوشبو والا کفن ہے۔ موت کا فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ" (اے طیب، پاک، خوبصورت اچھی نفس نکلو)۔ اطمینان ہوتا ہے کہ نہیں؟ دل میں ٹھنڈک ہوتی ہے کہ نہیں؟ ارے موت کا فرشتہ مجھے خوشخبری دے رہا ہے! ساری زندگی اس سے ڈرتا رہا میں اور آج یہی مجھے خوشخبری دے رہا ہے "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ" ارے میری نفس طیب نفس ہے! اچھی نفس ہے! جانا کہاں ہے؟ پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ نفس طیب ہے۔

دوسری خوشخبری کوئی ہے؟ "إِلَى رَبٍّ رَاضٍ" (اس ربّ کی طرف جو آج تم پر راضی ہے، وہ ربّ جو تجھ سے راضی ہے آج)۔ اتنے پیار سے اس روح کو نکالتا ہے وہ فرشتہ جیسا کہ مشکیزے سے پانی کا ایک قطرہ گرتا ہے۔ یہ نفس ہمارے اندر دوڑتی ہے اسی سے ہم زندہ ہیں اور قیامت کے دن سوال ہوگا۔ یہ تو موت ہے یہ پہلا لمحہ ہے میرے بھائیو! یہ چھوٹی قیامت ہے، موت چھوٹی قیامت ہے، القيامة الصغري۔

القيامة الكبرىٰ تو ہم نہیں جانتے کہ کب آئے گی لیکن القيامة الصغري تو ہر انسان کے قریب ہے کہ نہیں؟ قیامت کی پہلی سیڑھی ہے موت جس سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا اور اس دن سے بھی کوئی بچ نہیں سکتا۔ قیامت کا دن جو ہے اس دنیا کا خوفناک ترین اور بدترین دن ہے، جتنے دن بھی ہیں وہ دن سب سے بدترین دن ہے۔ خوفناک ترین دن ہے۔ اس لیے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ (قیامت شرار الخلق پر قائم ہوگی بدترین لوگوں پر قائم ہوگی)۔

ان کی ایک نشانی بھی بتائی ہے (جو مسجدوں پر قبریں بناتے ہیں)۔ یہ وہ بدترین لوگ ہیں، بدعت، خرافات، شرک کرنے والے۔ کیوں کہ مومن تو پہلے ہی ختم ہو جائیں گے اس زمین کے اوپر ایسے بدترین لوگ رہیں گے جو شرک اور بدعات کرنے والے ہوں گے ان لوگوں پر قیامت آئے گی، آنکھوں سے دیکھیں گے:

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ① وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ② وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ③ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ④ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ⑤ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾ (التکویر:1-6)

یہ چمکتا ہوا سورج اس کا اچانک نور ختم ہو جائے گا، تارے ڈگمگانے شروع ہو جائیں گے، سمندر آگ بن جائیں گے۔

﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزلة:1-4)

زمین پھٹ جائے گی۔

﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ⑥ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ﴾ (النازعات:6-7)

(زمین ہلنا شروع ہو گی زلزلے آتے رہیں گے اور اس زمین پر کچھ نہیں رہے گا)

﴿الْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ④ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ﴾ (القارعة :1-5)

یہ انسان ﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ بھوسے کی طرح ہو جائیں گے، یہ پہاڑ جنہیں اللہ تعالیٰ نے میخوں کی طرح گاڑا ہے زمین کے اندر اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ ہولناکیاں صرف بدترین لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں النفس خبیثہ والے، النفس طیبہ والوں کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی یہ نظارا نہیں دکھائے گا۔

نماز، اس شخص کے پاس بے نمازی کے پاس وقت نہیں ہے کہ وہ اپنے ربّ کے سامنے دونوں پاؤں جوڑ کر دونوں ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ (الفاتحہ:5) اس کے پاس وقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں حدیث قدسی میں ایسے شخص کے لیے؟ (دونوں ہاتھ کام سے بھر دوں گا میں لیکن کبھی تمہاری ہوس کو تمہاری غربت کو نہیں ٹالوں گا)۔ کتنے بے نمازی ہیں جو امیر ہیں۔

یہ جو امیری اور غریبی کی بات ہوئی ہے ناں یہ صرف مال و دولت نہیں ہے۔ کس نے کہا کہ امیر صرف مال کا امیر ہوتا ہے اور غریب جس کے پاس مال نہیں ہے؟ یہ کس نے کہا ہے؟ بات ہوتی ہے قناعت کی اور ہوس کی۔ سب سے بڑا امیر وہ انسان ہے جس کے دل میں قناعت ہے۔ قناعت جانتے ہیں؟ تھوڑی چیز پر راضی ہو جانا کہ کافی ہے الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے گھر بھی دیا ہے چھت ہے الحمد للہ، بیوی بھی ہے بچے بھی ہیں، چھوٹی سی نوکری بھی ہے، سواری بھی ہے، دنیا تو پوری مل گئی اور ایک خادم بھی ہے چھوٹا سا۔ پوری دنیا ملی کہ نہ ملی؟ یہ دنیا کی حقیقت ہے۔ اور جو لوگ اپنے ربّ کے سامنے سر نہیں جھکانا چاہتے اللہ تعالیٰ ان

کے دل میں کبھی قناعت پیدا نہیں کرے گا، جتنا ہے کم ہے۔ دس محل ہیں کم ہے گیارہویں کی سوچ ہے۔ چار بیویاں ہیں ایک کو سوچتا ہے کہ طلاق دوں اور چوتھی پھر آجائے، یہی کام ہے اس بے چارے گا۔ فیکٹریاں دو ہیں چار کب ہوں گی، چار ہیں تو آٹھ کب ہوں گی، دس ہیں تو بیس کب ہوں گی، اسی سوچ میں زندگی گزار تار رہتا ہے۔ بلڈ پریشر کی تکلیف، دل کی تکلیف، شگر کی بیماری، دنیا کی ہر بیماری اس بندے کے جسم میں ہے اور سب سے بڑی بات کہ رات کو اسے نیند نہیں آتی بے سکونی ہے۔ بے سکونی کیوں ہے مال تو ہے سب کچھ ؟! مال سے سکون کو نہیں خریدا جا سکتا کبھی بھی اگر سکون چاہیے تو اپنے ربّ کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو جاؤ پھر دیکھو سکون کہاں پر ہے، اطمینان قلب کہاں پر ہے۔﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾(الرعد:28) کا مطلب کیا ہے ہم جانتے ہیں۔

تو رات کی تاریکیوں کو روشن کرنے کے لیے نماز اور استغفار، قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت نماز میں بھی ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص ویسے ہی تلاوت کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ویسے بھی انسان تلاوت کر سکتا ہے اپنی رات کو روشن کریں اللہ تعالیٰ کے قرآن کی تلاوت سے۔

بعض لوگ حد سے گزر جاتے ہیں اور کئی کئی سال تک عشاء کی نماز کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے ہیں، یہ لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔ بیوی کا حق، بچوں کا حق کون ادا کرے گا؟ اور یاد رکھیں پچھلے درس میں بھی میں نے بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے گھر کی طرف تین صحابی آئے آپ ﷺ گھر میں نہ تھے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اُمہات المؤمنین **رضوان الله عليهنّ أجمعين** سے انہوں نے عرض کی کہ پیارے پیغمبر ﷺ عبادت کیسے کرتے ہیں؟ ہمارے سامنے تو یہی نماز ہے جو پڑھتے ہیں پھر دین کی تبلیغ کی باتیں ہوتی ہیں کچھ نصیحتیں ہوتی ہیں پھر یہ سنتیں ادا کرتے ہیں ہمارے سامنے تو گھر میں کیا عبادت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جو آپ ﷺ کا معمول تھا وہ بتایا ہے۔ ''فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا'' تو ان کو یوں لگا جیسا کہ بہت کم ہے یعنی آپ ﷺ نے جو عبادت کی ہے وہ کم ہے۔ تو ایک نے کہا میں ساری رات جاگتا رہوں گا کبھی سوؤں گا نہیں۔ کیا کرتا رہوں گا؟! نماز پڑھتا رہوں گا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ساری زندگی دن میں روزہ رکھوں گا کبھی افطاری نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ جب گھر میں آئے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ کے بعض صحابی آئے تھے اور یہ فرما کر گئے ہیں تو نبی کریم ﷺ کو شدید غصہ آیا اور فرمایا کہ سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار میں ہوں اور میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، دن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطاری بھی کرتا ہوں اور میں

نے شادیاں بھی کی ہیں"فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي "(یہ میری سنت ہے یہ میرا عبادت کا طریقہ ہے، یہ میرا راستہ ہے جو میرے راستے سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ میں سے نہیں ہے)۔

اس لیے بعض لوگوں سے رہا نہیں گیا وہ اچھے لوگ تھے اچھا کام کرنا چاہتے تھے، وہ رات کی تاریکیوں کو روشن کرنا چاہتے تھے لیکن ایک چیز کو تو اپنا یا اور آہستہ آہستہ حد سے بڑھتے گئے اور پیارے پیغمبر ﷺ کی اس وعید میں جا کر شامل ہو گئے۔اس لیے اس عبادت پر اللہ تعالیٰ راضی ہے جو عبادت شریعت کی حدود کے اندر کی جائے اور جو عبادت ہم اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور حدیں پار کر جاتے ہیں اس عبادت پر اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"(جس شخص نے ہمارے دین میں نئی چیز ایجاد کی جو دین میں سے نہیں ہے وہ شخص مردود ہے)۔یہ صحیح بخاری کی روایت ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں الفاظ ہیں"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهوَ رَدٌّ" (جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا عمل نہیں ہے وہ شخص مردود ہے)۔

تو عمل تو ہے صلوۃ الیل تو ہے لیکن جب حد سے گزر گئے، یہ وہ عمل نہیں ہے جو آپ ﷺ نے کیا ہے بلکہ حد سے گزرنا ہے اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو اور یہ میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو اچھے لوگ ہیں جو عبادات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ نہیں جو ساری رات کلبز میں، ڈانس اور گانوں میں یا جوے میں یا شراب خانے میں نعوذ باللہ گزارتے ہیں بلکہ میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو اپنے ربّ کو راضی کرنا چاہتے ہیں اپنے ربّ کے قریب جانا چاہتے ہیں اچھے انسان بننا چاہتے ہیں نیک عمل کرنا چاہتے ہیں۔ تب تک نیک عمل نیک عمل نہیں ہوتا جب تک کہ اخلاص اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو اور طریقہ پیارے پیغمبر ﷺ کا نہ ہو اور یہ طریقہ پیارے پیغمبر ﷺ کا نہیں ہے کہ ساری رات عبادت میں گزار دو اور دن میں لوگوں کو تکلیفیں پہنچاؤ۔ یہ کون سی عبادت ہے؟ یا دن میں بدعات اور خرافات کرتے رہو، رات میں بھی بدعت دن میں بھی بدعت۔

ایک عورت کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت ہے وہ سارا دن روزہ رکھتی ہے، ساری رات قیام کرتی ہے لیکن اس کے پڑوسی اس سے پریشان ہیں تکلیفیں دیتی ہے اپنے پڑوسیوں کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے"هِيَ فِي النَّارِ"(یہ جہنمی عورت ہے)۔ جس عورت کو روزہ اور نماز درست نہ کرے، اس کے دل کو پاک نہ کرے کیوں کہ آپ جانتے ہیں کہ جب یہ دل پاک ہو جاتا ہے صاف ہو جاتا ہے تو اس کا اثر پورے بدن پر ہو جاتا ہے پھر آپ تصور نہیں کر سکتے کہ اس انسان کی زبان سے کوئی غلط بات نکلے گی، نافرمانی نکلے گی یا اس کی آنکھ کوئی غلط چیز دیکھے گی نافرمانی دیکھے گی، اس کا کان کوئی نافرمانی سنے گا یا اس کا ہاتھ

نافرمانی میں استعمال میں ہو گا۔ ہر گز نہیں، ایسا کبھی بھی پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ تو خلل کہاں پر ہے ؟ خلل اس کے طریقے میں ہے، خلل اس کی عبادت میں ہے جو وہ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی ایسی عبادت قبول نہیں کرتا جو حد سے گزر جائے۔

اس لیے ہر خطبے میں کیا سنتے ہیں ہم؟'' كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ''۔

ہر خطبے میں کیوں سنتے ہیں ہم اس کی کوئی وجہ ہے ؟ کیوں مسنون ہے کہ ہر خطبے میں خطیب یہ الفاظ کہے ؟ تا کہ ہر مسلمان یہ جان لے کہ سنت کیا ہے بدعت کیا ہے، پیارے پیغمبر ﷺ کا راستہ کیا ہے وہ اپنائیں اور شیطان کا راستہ کیا ہے اسے چھوڑیں۔ بدعت شیطان کا راستہ ہے اور سنت رحمٰن کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ اور وقت نہیں ہے ورنہ میں آپ کو سلف الصالحین سے چند قصے بیان کرتا کہ وہ کس طریقے سے رات کی تاریکیوں کو روشن کرتے ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ جانتے ہیں کہ ان کا بستر نہ تھا۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب الفاروق رضی اللہ عنہ ان کا بستر نہ تھا۔ سوتے کیسے تھے ؟ سارا دن فیصلے کرتے، لوگوں کے حق دیتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے جب تھک جاتے تو سو جاتے گر جاتے، جہاں پر بیٹھے وہیں پر سو جاتے۔ بادشاہوں کے تخت دیکھے ہیں؟ ان تختوں سے اچھے ان کے بستر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ تخت تو سب دیکھتے ہیں لیکن بستر کون دیکھتا ہے۔ آپ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا بستر دیکھیں ان کا کوئی بستر نہیں ہے۔ تو کسی صحابی نے کہا کہ تھوڑا سا تخفیف کریں اپنے اوپر۔ فرماتے ہیں کہ اگر دن میں سوتا ہوں تو لوگوں کے حق ضائع ہوتے ہیں اگر رات کو سوتا ہوں تو اپنے ربّ کا حق ضائع ہوتا ہے۔ حقوق کی سوچ ہے فکر ہے جو کھائے جا رہی ہے۔

کبھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر میں ان شاء اللہ خطبہ دوں گا کہ عظیم انسان عظیم لوگ اس دنیا میں آئے ہیں اور چلے گئے ہیں لیکن ایسا اثر دلوں پر کر گئے ہیں کہ آج کافر بھی گواہی دیتے ہیں لیکن بعض مسلمان جانتے نہیں ہیں۔ ہمارے بچوں کے نام تبدیل ہو گئے، ہمارے بچوں کے کردار تبدیل ہو گئے، ہمارے بچوں کے آئیڈیلز تبدیل ہو گئے۔ آج پوچھیں بچوں سے کوئی بھی فلم اسٹار یا کوئی بھی فٹ بال یا کرکٹ کا کھلاڑی جو ہے دنیا کے کسی بھی کونے کا ہو ایسے فر فر بتائیں گے انگلیوں پر لیکن آپ یہ پوچھیں اور پوچھ کر دیکھیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے ؟ یہ چھوٹے کیا بڑے بھی نہیں جانتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے ؟ کون ہیں یہ تو تقریباً ہم سب جانتے ہیں لیکن نام جانتے ہیں ہم؟ ابو ہریرہ تو کنیت ہے ابو بکر بھی کنیت ہے اصل نام جانتے ہیں؟ لیکن فلم اسٹاروں کا کھلاڑیوں کا پورا Bio Data آپ پوچھیں ناں اور مجھے تعجب ہوا کہ ایک مرتبہ میں نے دو بچوں کو بات کرتے ہوئے سنا عجیب و غریب نام یورپ کے پتہ نہیں کس کلب کے کوئی کھلاڑی تھے فٹ بال کے ان کی Date or birth اور کس کلب سے کہاں پر وہ گیا ہے اور کتنا وہ لیتا ہے !! تفصیل دیکھیں ذرا !! بھئی یہ ہمارے بچے ہیں۔ میں نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا

نام کیا ہے ؟ یہاں پر اسکولوں میں پڑھتے ہیں اور حدیث کا سبجیکٹ ہے یہاں پر تیسری کلاس سے شروع ہوتا ہے اس میں بھی موجود ہے یعنی تیسری کلاس والا بچہ جانتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے۔ لیکن امتحان کے لیے یاد کرتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں بس امتحان میں پاس ہو گئے کافی ہے۔ وہ کیوں نہیں بھولتے ؟ کیوں کہ ہمارے بچے چاہتے وہ ہیں اور یہ چاہتے نہیں ہیں۔ وہ کیوں چاہا ہے ؟ ہم نے تربیت کی ہے۔ یہ کب چاہیں گے ؟ جب ہم تربیت کریں گے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رات کو قیام کرنے سے پہلے غسل کرتے پاک ہو جاتے اور ایک خاص کپڑا تھا سب سے خوبصورت جو جمعہ کے دن پہنا جاتا ہے یا عید میں وہ پہنتے اور اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فتنہ ''خلق القرآن'' میں کہ قرآن مخلوق ہے اس فتنے میں امام صاحب کو بہت تکلیفیں دی گئیں۔ کوڑے مارے گئے ، نظر بند کیا گیا جیل میں بند کیا گیا، ایک رات میں بہت سارے کوڑے کھائے۔ جب انہیں کوڑے مارنے کے لیے جیل سے باہر راستے کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو کوئی دوسرا شخص کوڑے کھا کر آ رہا تھا واپس اس شخص کا نام تھا ابوالحیثم، مشہور ڈکیت۔ ڈکیت جانتے ہیں ؟ لٹیرا، لٹیروں کا سردار اس کا نام نمبر وَن تھا بدکاروں میں۔ وہ کوڑے کھا کر آ رہا تھا اور امام صاحب جا رہے تھے۔ کہاں ؟ کوڑے کھانے کے لیے، تو اس شخص نے دیکھا امام صاحب کو پہچان لیا اور کہا کہ امام صاحب دیکھیں میں نے کوڑے کھائے ہیں شیطان کے لیے آپ کے سامنے زندہ ہوں سلامت ہوں شیطان کے راستے پر چلتا ہوں اور آپ کوڑے کھانے جا رہے ہیں رحمٰن کے لیے آپ کے پاؤں ڈگمگانے نہیں چاہیئں۔

اب دیکھیں ایک بدکار نصیحت کر رہا ہے اس کا دیکھیں رزلٹ کیا ہوتا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے کوڑے مارنا شروع کیے میرے کانوں میں اس شخص کی آواز گونج رہی تھی، رحمٰن کے راستے میں کوڑے کھا رہے ہو پاؤں نہیں ڈگمگانے چاہیئں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے پتہ نہیں کتنے کوڑے مارے گئے مجھے یہ پتہ چلا کہ میں بے ہوش ہونے والا ہوں مجھے پھر جیل میں واپس لے گئے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے اتنے کوڑے کھانے کے بعد اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ پھر جب رہا ہوئے بعد تو بار بار کہتے اے اللہ تعالیٰ ابوالحیثم پر رحم فرمائے، اے اللہ تعالیٰ ابوالحیثم پر رحم فرما۔ تو ایک مرتبہ ان کے بیٹے نے کہا ابا جان یہ ابوالحیثم ہے کون ؟ نہ تو آپ کو کوئی شاگرد ہے، نہ تو کوئی عالم ہے جس کو ہم جانتے ہیں یہ ہے کون ؟ آپ اٹھتے بیٹھتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں کون ہے یہ ؟ پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ اس شخص کی وجہ سے جو میرے دل میں ایک مضبوطی سی قائم ہوئی اور جو میرے ایمان میں اضافہ ہوا وہ مجھے زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے بھی توبہ کر لی تھی مرنے سے پہلے۔ سبحان اللہ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بدکار ہیں ہماری دعائیں نہیں سنی جاتیں۔ بدکاری سے توبہ کریں ناں اور توبہ کے لیے بعض اوقات ایک چھوٹا سا عمل کافی ہوتا ہے۔اب وہ جارہا تھا اگر کچھ نہ کہتا اپنی زبان سے۔اب دیکھیں ایک بدکار انسان کے منہ سے دو لفظ نکلتے ہیں اس کی زندگی تبدیل ہو جاتی ہے، جہنم کے راستے پر جارہا تھا صرف ایک امام کی دعا کی وجہ سے وہ جنت میں چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی سلف صالحین کے روشن منہج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں رات کی تاریکیوں کو روشن کرنے والا بنا دے جس روشنی سے اللہ تعالیٰ ہم پر راضی ہو جائے۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝١٨٠ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

"وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِه وَصَحْبِه اَجْمَعِيْن"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (63:رات کی تاریکیوں کو روشن کرنے والے) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio